ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 5 No. 01 Jan-Mar 2026.Page#. 7598-7605
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal System

Muhammad Manzoor Ahmad Manzoor Desvi: An Obscure Poet of Hyderabad

حیدر آباد کے گم نام شاعر محمد منظور احمد منظور ڈیسوی

Dr. Abdul Qudoos Hassan Rashid
Incharge, Department of Urdu / Assistant Professor, Government College University Hyderabad, Pakistan
abdul.qudoos@gcuh.edu.pk
Dr. Shafique Ahmed Shahani
Assistant professor Sindhi ,Government College University Hyderabad
shafiq.shahani@gcuh.edu.pk

Abstract

Muhammad Manzoor Ahmad Manzoor Desvi hailed from Deesa, Palanpur, and Gujarat, India. By profession, he was a teacher and a journalist writing in the Gujarati language. He possessed considerable proficiency in Gujarati, Sanskrit, Hindi, Urdu, Persian, and Arabic. Associated with the All-India Muslim League, he served as the secretary of its local chapter and actively participated in the Pakistan Movement. Manzoor Desvi composed poetry in Gujarati, Hindi, Persian, and Urdu. His writings include Khandani Shajrah (Family Genealogy), memoirs relating to his family, and "Inqilab Inqilab", his sole collection of Urdu poetry, comprising poems. Published posthumously in Hyderabad, Sindh, by his son, Mukhtar Ahmad Sheikh Desvi, the collection appears to be scarce, if not entirely rare.Despite its significance, Inqilab Inqilab does not appear to have received adequate attention in discussions of the literary history of Hyderabad. Manzoor Desvi himself remains largely unfamiliar to the city's literary circles. His apparent absence from literary gatherings and mushairas may have contributed to his limited recognition as a poet. A search of biographical and anthological accounts of Hyderabad's poets has likewise yielded no reference to his name. It is through the discovery of this collection that his literary identity has come to light. The collection was published in Karachi in 1995. According to the publisher's foreword, prominent figures in academic, literary, and research circles, including Dr. Ghulam Mustafa Khan, Dr. Najm-ul-Islam, and Dr. Ahmad Hussain Ahmar Rifa'i, were acquainted with Manzoor Ahmad Desvi as a poet.The rediscovery of Manzoor Ahmad Manzoor Desvi as a poet provides a valuable lead to a hitherto overlooked link in the literary tradition of Hyderabad, Sindh. The availability and critical examination of his poetry collection may contribute to a more comprehensive understanding of the city's poetic heritage and facilitate the inclusion of a relatively obscure literary figure in its documented literary history.

Keywords: *Manzoor Desvi, Deesa, Palanpur, Gujarat, Poet, Poetry Collection, Inqilab Inqilab, Hyderabad, Sindh, Gujarati, Hindi, Persian, Urdu*

تلخیص

محمد منظور احمد منظور ڈیسوی، ڈیسہ، پالن پور، گجرات کے رہائشی تھے۔ پیشے کے لحاظ معلم اور گجراتی زبان صحافی تھے۔ گجراتی سنسکرت، ہندی اردو، فارسی اور عربی کے شناور تھے۔ آل انڈیا مسلم لیگ سے وابستہ تھے۔ مقامی مسلم لیگ کے سیکریٹری رہے اور تحریک

پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ شعر وادب میں گجراتی، ہندی، فارسی اور اردو میں شاعری کی ہے۔ "خاندانی شجر، خاندان سے متعلق یادداشتیں اور اردو میں واحد مجموعہ کلام "انقلاب انقلاب ہے یہ نظموں کا مجموعہ ہے، جو بعد از وفات بیٹے مختار احمد شیخ ڈیسوی نے حیدرآباد (سندھ) سے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کا نسخہ نایاب نہ سہی، کامیاب ضرور معلوم ہوتا ہے۔ حیدر آباد کے شعر و ادب کے ضمن میں اس مجموعے کا کہیں تذکرہ سننے کو ملا ہے نہ منظور ڈیسوی بہ طور شاعر ادبی حلقوں میں معروف ہیں۔ اس کی وجہ ان کی مشاعروں میں بہ طور شاعر عدم شرکت رہی ہوگی۔ حیدرآباد کے شعرا کے تذکروں میں منظور ڈیسوی کا نام ڈھونڈنے کے باوجود نہیں ملتا۔ مذکورہ مجموعے کے ذریعے ان کا نام سامنے آیا ہے۔ یہ مجموعہ بھی کراچی سے ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا ہے۔ مذکورہ مجموعے کے پیش لفظ میں ناشر کے مطابق علمی، ادبی اور تحقیقی حلقوں میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر نجم الاسلام اور ڈاکٹر احمد حسین احمر رفاعی ایسی شخصیات ہیں جو منظور احمد ڈیسوی سے بہ طور شاعر واقفیت رکھتیں تھیں۔ منظور احمد منظور ڈیسوی کی بہ طور شاعر دریافت دبستانِ حیدر آباد (سندھ) کی ایک گم شدہ کڑی کا سراغ ہے۔

کلیدی الفاظ: منظور۔ ڈیسہ۔ پالن پور۔ گجرات۔ شاعر مجموعہ کلام۔ انقلاب۔ حیدرآباد۔ سندھ۔ گجراتی۔ ہندی۔ فارسی۔ اردو

ابتدائیہ

منظور احمد ڈیسوی حیدر آباد (سندھ) کے وہ شاعر ہیں جو اس مقالے کی اشاعت تک پردہ اخفا میں تھے۔ ان کا ایک شعری مجموعہ "انقلاب انقلاب" قاضی مسعود میموریل لائبریری، جامعہ اسلامیہ حیدرآباد میں سامنے آیا، جو ان کے بیٹے شیخ مختار احمد ڈیسوی نے جولائی ۱۹۹۵ء میں کراچی سے شائع کیا۔ اس مجموعے کے مطالعے سے ان کی شخصیت اور کلام سے واقفیت ہوئی بعد ازاں حیدرآباد کے تذکروں میں انھیں تلاش کیا گیا لیکن کسی تذکرے میں تذکرہ نظر آیا نہ ہی حیدر آباد کے کسی بزرگ شاعر نے اس سمت رہ نمائی کی۔ تلاش و جستجو کے بعد مزید بنیادی لوازمے کی جمع آوری کی گئی ہے۔

سوانحی حالات

راج پوتوں کا ایک قدیم قبیلہ جن کا فارسی کی تاریخی کتب میں پربہار اور پرہار مشہور ہے، یہ نام سندھ اور پنجاب میں پڑھیار کہلایا۔ راج پوتوں کے اسی قبیلے کے بہت سے افراد نے نامور مسلم فاتح سلطان شہاب الدین غوری کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔ مغل عہد میں اس قبیلے کے ایک خاندان کے ایک بزرگ محمد حیات کو بہاول پور میں قاضی مقرر کیا گیا اور اراضی عطا کی گئی۔ احمد پور شرقیہ کے قریب حیات پور اسی بزرگ کے نام سے آباد ہے۔ خاندان کے کچھ لوگ ناگپور اور پھر گجرات کی مسلم ریاست پالن پور کے قصبے ڈیسہ میں جا بسے۔ اس خاندان کے ایک فرد حکیم مولانا ظہور احمد ظہور کے ہاں ۱۹ فروری ۱۹۲۳ء کو ایک بچے کی ولادت ہوئی۔ دادا نے اس بچے کا نام محمد منظور احد تجویز کیا۔ محمد منظور احمد نے اُس زمانے کے مسلم معاشرے کے دستور کے مطابق قرآن پاک سے ابتدائی

تعلیم کی ابتدا کی۔ والد نے عربی و فارسی کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ احمد آباد میں پروفیسر نرنجن لال ایس کوٹھاری سے سنسکرت کی تعلیم حاصل کی اور کویتہ کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ پیشہ ورانہ زندگی کا آغاز نجی ادارے میں درس و تدریس سے کیا اور عربی و فارسی کے نائب مدرس مقرر ہوئے۔ "ڈان گجراتی" "وطن گجراتی" "ملت گجراتی" میں صحافتی کام کیا تعلیم یافتہ تھے۔ سیاسی شعور رکھتے تھے۔ خاندان کے افراد سیاسی شعور، سیاسی اور عوامی منصب پر رہے۔ گجرات کا تاریخی شہر احمد آباد محمد علی جناح کا حلقہ انتخاب ہونے کے سبب مسلم لیگ کی توجہ کا خصوصی مرکز تھا اور یہاں مسلم لیگ کے مرکزی قائدین کی آمد و رفت کا سلسلہ رہتا تھا یہی عوامل تھے جس کے سبب آپ نے ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کیا اور ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ ڈیسہ کے جنرل سیکریٹری مقرر ہوئے اور تقسیم ہند تک ڈیسہ کے سیکریٹری رہے۔ قیام پاکستان کے وقت احمد آباد سے بہ ذریعہ ہوائی جہاز کراچی آئے۔ ۱۸ اگست ۱۹۴۷ء کو عید الفطر کے روز بانی پاکستان سے ملاقات کی۔ ۱۹۴۸ء میں قائداعظم سے صحافیوں کے جس وفد نے انٹرویو لیا اس میں آپ بھی شامل تھے۔ قیام پاکستان کے بعد ریڈیو پاکستان کے لیے لکھتے رہے۔ ۱۹۵۲ء میں ریڈیو پاکستان کی ایکسٹرنل سروس گجراتی کے انچارج مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں عملی صحافت ترک کر کے یونٹ نمبر ۸، لطیف آباد، حیدر آباد کے ایک چھوٹے سے کوارٹر میں مستقل سکونت اختیار کی۔ بعد ازاں ایک اسٹور پر بہ حیثیت اکاؤنٹینٹ ملازمت اختیار کی۔ لطیف آباد کے مکینوں کی فلاح و بہبود کے لیے ساکنانِ لطیف آباد قائم کی گئی آپ کو اس کا سیکریٹری مقرر کیا گیا۔ ایوب خان کے دور میں بنیادی جمہوریت کے رکن منتخب ہوئے اور بلدیہ کی تعلیمی کمیٹی کے رکن کے طور پر تقرر ہوا۔ منظور ڈیسوی نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی شادی مولانا پیرا میر احمد بقایا باسنوی کی بڑی بیٹی حمیدہ بانو سے مارچ ۱۹۴۲ء میں ہوئی۔ مولانا باسنوی مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر کے فاضل اور اردو، عربی اور فارسی کے نعت گو شاعر تھے۔ دوسری اہلیہ زبیدہ خاتون بنت قاضی ظہور الدین تھی۔ اولاد میں حیات احمد، مختار احمد معین الدین احمد اور جمیل احمد صاحبزادگان ہیں۔ ان کے دوستوں میں حکیم محمود الزماں، قمر الدین خاں، مولوی محمد حاصل بلوچ، محمد خان جوناگڑھی، جان محمد عرف جانو ڈیسوی اور حکیم عبدالودود شامل تھے۔ جب کہ خواجہ ناظم الدین، سردار عبدالرب نشتر، شیخ عبدالمجید سندھی، چودھری محمد علی، ابوالکلام آزاد، آزاد سبحانی، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا عطاء اللہ بخاری اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی سے متاثر تھے۔ یہ مئی ۱۹۹۱ء کو بلند فشار خون کے سبب فالج کا حملہ ہوا۔ دماغ متاثر ہوا۔ مربوط گفتگو سے قاصر رہنے لگے۔ حیدر آباد، اسلام آباد اور کراچی میں زیر علاج رہے۔ دسمبر ۱۹۹۳ء میں مرض نے شدت اختیار کی۔ دماغی نسیجے ختم ہو گئے، مکمل معذور ہو گئے اور حیدر آباد منتقل ہو گئے اور یہیں ۲۱ مئی ۱۹۹۴ء کو کلمہ پڑھتے ہوئے انتقال کیا۔ دوسرے روز گدی قبرستان حالی روڈ میں تدفین عمل میں آئی۔[۱]

تصانیف

۱۹۷۰ء میں خاندانی شجرہ اور یادداشتیں مرتب کیں۔ اردو میں نظموں پر مشتمل واحد مجموعہ "انقلاب انقلاب" ہے جو بعد از وفات بڑے بیٹے پروفیسر شیخ مختار احمد ڈِیسوی نے ۱۹۹۵ء میں حیدرآباد (سندھ) سے شائع کیا۔ دو بیاض نما ڈائریاں ہیں جس میں اپنے معاملات، خاندانی یادداشتیں، حساب کتاب، اردو، گجراتی، فارسی کلام اور شخصیات کا ذکر شامل ہے۔

شاعر

منظور احمد نے شعری ضرورت کے لیے منظور تخلص اختیار کیا۔ آبائی علاقے ڈیسہ کی نسبت ڈیسوی کہلائے۔ ہندوستان کے ایک سابق وزیر اعظم مرارجی ڈیسائی، ڈیسہ کے باسی تھے۔ بیک وقت گجراتی سنسکرت، ہندی اردو، عربی اور فارسی زبان پر عبور تھا۔ گجراتی ،ہندی، اردو، فارسی میں شعر کہتے تھے۔ ماہ نامہ "سندیش گجراتی" اور دیگر رسائل میں کلام شائع ہوتا رہا ہے۔ خانہ فرہنگ اسلامی ایران لطیف آباد، حیدرآباد کے مشاعروں میں بہ طور شاعر مدعو کیے جاتے تھے۔ اردو میں ان کی شناخت ایک نظم گو شاعر کی ہے۔ بہ قول پروفیسر احمد حسین احمر رفاعی: "غزلیہ شاعری پر توجہ نہیں دی یہ ان کے مزاج کے خلاف تھا۔ کسی کے شاگرد نہیں تھے۔ شعر کے اچھے پارکھ تھے۔" [۲] حیدرآباد (سندھ) میں ۱۹۷۰ء کے سیاسی انتخابی جلسوں میں نظمیں پڑھتے تھے۔ ان کی نظمیں دینی، قومی، سیاسی، اصلاحی اور تعلیمی موضوعات کی حامل ہیں۔ مجموعہ کلام میں "مناجات"، "(فارسی) نعت"، "نعتیں"، "سلام"، "امام حریت و صداقت حسین"، "امام عالی مقام"، "تفکرات منظور"، "مسلم سے خطاب"، "باقی ہے"، "سلام مہجور"، "پاکستان"، "ہجرت"، "سرود جاودانہ"، "ظلم"، "نواب دلاور خان مرحوم"، "سلام محب وطن"، "آغا شورش کاشمیری کے نام"، "نغمہ کو چ"، "مرحبا"، "قطعۂ شہادت"، "سلام بنام نذیر احمد"، "سمجھتا ہوں"، "یو این او سے سوال"، "اور ہے"، "تیری یاد"، "ساز رفتگاں"، "چھوڑ دے تو سارے راگ و رنگ"، "نعت بزبان گجراتی" اور "حمد بزبان ہندی" شامل ہیں۔ منظور ڈیسوی کے تمام کلام پر تاریخ درج ہے یہی اہتمام ان کے واحد مجموعے "انقلاب انقلاب" میں رکھا گیا ہے۔

نمونۂ کلام

۱۹۴۵ء میں کہی گئی نعت کے دو شعر دیکھیے :

ارض طیبہ سے عیاں عرفاں کا معدن ہوا

جگمگا اٹھا ہر ایک ذرہ جہاں گلشن ہوا

جادۂ ہستی کی ہر منزل منور ہو گئی

دور جس سے اس در جہاں روشن ہوا

سلام

سلام اے باعثِ تخلیق فخر نوعِ انسانی
سلام اے سرورِ عالم، سلام اے نورِ یزدانی
سلام اس پر کہ جس نے دہر کو تنظیم نو بخشی
سلام اس پر کہ بتلائے ہمیں رمزِ جہاں بانی
سلام اس پر کہ جس کے درس نے انسانیت بخشی
درندوں میں بھی پیدا ہو گئی پھر خوئے انسانی

[۳]

۱۹۴۵ میں امام عالی مقام کے لیے کہے گئے دو شعر ہیں:

کٹایا کربلا میں سر کو دیں کا پاسباں ہو کر
اڑا دیں دھجیاں باطل کو یوں برقِ تپاں ہو کر
نظامِ باطلہ بدلہ اسی تعلیم نے یک دم
یزیدی جاہ و حشمت اڑ گئی دیکھو دھواں ہو کر

[۴]

چونک اب تو خواب سے اے محو خوابِ زندگی
خواب و غفلت ہی ہے کیا بس انتخابِ زندگی
یہ فراموشی کا عالم اور وہ وعدہ تیرا
ہو گیا افسوس تو نخچیر خوابِ زندگی

[۵]

۱۹۴۷ میں "سلام مہجور" کے عنوان سے دو شعر ہیں:

مجھ سے کیوں چھوٹا ہے دیارِ وطن
یہ وطن اور احباب کی انجمن
زندگی ہے تو اک روز پھر آؤں گا
دوستی کی میں شمع جلا جاؤں گا

[۶]

وطن عزیز کے لیے شعر ہیں:

میرے لیے تو اے وطن
صد بہتر از رشکِ چمن
تو مصدرِ بزم کہن
قربان بر تو جانِ من

[۷]

اے مہاجر باعث صد فخر ہے تیرا وجود
تجھ سے قائم ہیں جہاں میں کفر و ایماں کی حدود
جب ہوا مکے سے یثرب کی طرف تیرا ورود
سر نگوں پھر کافروں کے ہو گئے سارے جنود
مرحبا صل علیٰ امکی مہاجر پر درود
پیروی سنت خیر الوریٰ پر ہم نثار

[۸]

ستمبر ۱۹۶۵ کے مجاہدین، شہدا و انصار سلام و پاکستان کے نام اشعار دیکھیے۔

سلامِ محب وطن وطن
سر زمین پاک کے ان سر فروشوں کو سلام
عالم اسلام کی آنکھوں کے تاروں کو سلام
خاک و خوں میں خود کو کچھ اس طرح غوطہ زن کیا
سر زمین پاک کے یوں نام کو روشن کیا
وادی کشمیر کے ان جاں نثاروں کو سلام
راہ حق کے رہر دان و جاں وہندوں کو سلام

۱۹۷۲ میں ڈیرہ غازی خان سے رکن قومی اسمبلی ڈاکٹر نذیر احمد کی شہادت پر قطعہ کہا:

قطعہ ٔشہادت
کر دیا منظور یہ کس کو شہید
بزدلوں سے اب نہیں کچھ بھی بعید
مردِ حق ہیں، مردِ حر روحِ سعید

آہ! یہ مردِ نذیر احمد شہید

[۹]

عالم اسلام اور مظلوم اقوام متحدہ سے نالاں ہیں۔ ۱۹۹۱ء میں اقوام متحدہ پر گہرا طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں:

یو این او سے سوال

سرزمین پاک کا اک مسئلہ کشمیر ہے

مسئلہ ہی وہ نہیں اک کوہ عالم گیر ہے

ان مسائل کے دبانے سے تمہیں اب کیا ملا

کچھ نہیں تم کو ملا اور راز سارا کھل گیا

[۱۰]

منظور احمد منظور ڈیسوی اور ان کا کلام جن شاعروں اور ادیبوں کی نظر سے گزرا ہے ان کی آرا کے تناظر میں منظور احمد منظور ڈیسوی:

آرا

پروفیسر احمد حسین احمر رفاعی کہتے ہیں:

"غزلیہ شاعری پر توجہ نہیں دی یہ ان کے مزاج کے خلاف تھا۔ کسی کے شاگر نہیں تھے۔ شعر کے اچھے پارکھ تھے۔" [11]

حیدر آباد کے شاعر معلم اور محقق پروفیسر ڈاکٹر سید عتیق احمد جیلانی کہتے ہیں:

"منظور احمد ڈیسوی کے کلام کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک شاعر تھے۔" [۱۲]

بزم تعلیم ادب حیدر آباد کے روح رواں اور شاعر فاروق اطہر سعیدی لکھتے ہیں:

"منظور ڈیسوی ایک مستند شاعر ہیں۔" [۱۳]

بزم فروغ ادب حیدر آباد کے صدر اور شاعر سید کاظم حسنی رقم طراز ہیں:

"بطور شاعر ان کا نام اور کلام کبھی نظر نہیں گزرا لیکن کلام شاعر ہونے کی غماضی کرتا ہے۔" [۱۴]

منظور احمد منظور ڈیسوی ایک صحیح العقیدہ اور با عمل مسلمان تھے۔ اسلام، ملت اسلامیہ، پاکستان، اردو سے محبت گھٹی میں پڑی تھی۔ دور جدید کا کوئی شاعر ہی ایسا ہو جس نے غزل سے پہلو تہی کی ہے۔ منظور ڈیسوی نے بھی یقیناً اس صنف سخن میں طبع آزمائی ضرور کی ہو گی لیکن غزلیہ کلام تا حال دستیاب نہیں ہے۔ بنیادی طور نظم کے شاعر تھے غزل گوئی سے انھیں کوئی ذہنی مناسبت نہ تھی۔ اللہ کی وحدانیت پر غیر متزلزل ایمان تھا۔ دل آویز نعتیں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ اظہار ہیں۔ خلفائے راشدین کو اتباع

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مثال سمجھتے ہیں۔ شہید کربلا امام حسین کی لازوال قربانی کا ملت اسلامیہ کا اثاثہ قرار دیتے ہیں۔ آبائی علاقے سے دوری کو محسوس کرتے ہیں لیکن نوزائیدہ مملکت پاکستان کے قیام پر فخر کرتے ہیں۔ عالم اسلام کی زبوں حالی، اقوام متحدہ کی بے حسی، مسلمانوں پر مظالم پر منظوم جذبات بیان کرتے ہیں۔ قومی شخصیات نواب آف بہاول پور دلاور خان مرحوم اور آغا شورش کاشمیری مرحوم

سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی خدمات کو اجاگر کرتے ہیں۔

حواشی

۱۔ انٹرویو: جمیل احمد ڈیسوی صاحبزادہ منظور ڈیسوی

۲۔ ص ۱۵، پروفیسر احمد حسین احمر رفاعی۔ مجموعہ کلام ”انقلاب انقلاب، ۱۹۹۵ء، کراچی۔

۳۔ ص ۳۳۔ ایضاً

۴۔ ص ۴۴۔ ایضاً

۵۔ ص ۴۵۔ ایضاً

۶۔ ص ۴۹۔ ایضاً

۷۔ ص ۵۰۔ ایضاً

۸۔ خص ۵۱۔ ایضاً

۹۔ ص ۶۸۔ ایضاً

۱۰ ص ۷۳۔ ایضاً

۱۱۔ ص ۱۵، پروفیسر احمد حسین احمر رفاعی۔ ایضاً

۱۲۔ حیدر آباد کے معروف شاعر، معلم اور محقق پروفیسر ڈاکٹر سید عتیق احمد جیلانی واٹس اپ ۱۰ اپریل ۲۰۲۶ء۔

۱۳۔ بزم تعلیم ادب حیدر آباد کے روح ورواں اور شاعر فاروق اطہر سعیدی واٹس اپ ۱۱۰ اپریل ۲۰۲۶ء۔

۱۴۔ بزم فروغ ادب حیدر آباد کے صدر اور شاعر سید کاظم حنفی واٹس اپ ۱۰ اپریل ۲۰۲۶ء۔